رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — THE AL FAZL QADIAN — ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسمانی شور ہے — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا — اب گیا وقت خزاں آئے ہیں اب پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا ۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر ◆ کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو ◆

ایڈیٹر :- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

نمبر ۷۹ | مورخہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۲۲ء | یوم دو شنبہ | مطابق ۱۱ شعبان سنہ ۱۳۴۰ ہجری | جلد ۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔ خطبہ جمعہ حضور نے خود ارشاد فرمایا ۔

اہلیہ کلاں حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کا تابوت سیالکوٹ سے لایا گیا ۔ جنازہ مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پڑھایا ۔ اور مقبرہ بہشتی میں مولانا مرحوم کی قبر کے ساتھ جانب مشرق دفن کیا گیا ۔

تحفہ پرنس آف ویلز اردو میں چھپکر پہنچ گیا ہے قیمت فی جلد ایک روپیہ (۱عہ ر) رکھی گئی ہے ۔ لکھائی چھپائی بہت اچھی ہے ۔ احباب فوراً دفتر تالیف و اشاعت سے منگوالیں ۔

احمدیہ کانفرنس کے متعلق اعلان

احمدیہ کانفرنس کا پروگرام تمام انجمنوں کے پاس بھیجا جا رہا ہے ، انجمنوں کے حلقے بھی مقرر کئے جا چکے ہیں ۔ جو حلقے شائع کئے گئے ہیں انمیں بالخصوص وہ انجمنیں انتخاب نمائندگان کی تکمیل کرائینگی جن کے نام ذیل میں درج ہیں ۔ باقی انجمنیں بھی ان کے انتخاب میں سہولت پیدا کریں ۔

نمبر حلقہ	مخصوص انجمن	متعلقہ انجمنیں
۱	کوئٹہ	مستونگ اور بلوچستان کی دیگر انجمنیں
۲	ڈیرہ غازیخان	مع انجمنہائے ضلع ڈیرہ غازیخان
۳	راولپنڈی	مع انجمنہائے ضلع راولپنڈی
۴	جہلم	مع ضلع کی انجمنیں
۵	دوالمیال	××
۶	کوہاٹ	××
۷	گوجرانوالہ	مع انجمنہائے چھور چک ۔ فیروز والہ ۔ تلونڈی کھجوروالی ۔ پنڈی بھٹیاں ۔ لیلری والہ
۸	حافظ آباد	مانگٹ اونچے ۔ احمد نگر ۔
۹	بھینی شرقپور	مع متعلقہ دیہات کے ۔
۱۰	لائل پور شہر	مع متعلقہ دیہات کے دہلول پور دعلی آباد
۱۱	گوکھووال گوجرہ	کلیان پور ۔ لودھی ننگل ۔ دھنی دیو ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ
۱۲	سیدوالہ وجڑانوالہ	پنڈی چیری اور قریبی دیہات
۱۳	گھمیانہ	جھنگ ۔ چنیوٹ
۱۴	ملتان	لودھراں ۔ علی پور ۔ قتال پور ۔ سلار واہن ۔ خانیوال ۔ مخدوم رشید ۔ چک نمبر ۱۳۷
۱۵	بہاولپور	اوچ

۱۶ — رہڑکی - علاقہ سندھ - صوبہ ڈیرو - راد تیاتی
حیدرآباد سندھ - کھانچی -

۱۷ — لدھیانہ - مع دیگر انجمنہائے ضلع لدھیانہ

۱۸ — مالیر کوٹلہ × ×

۱۹ — کپور تھلہ × ×

۲۰ — ہوشیار پور - سڑوعہ - ماہل پور - بیرم پور - اجیبر - بیگم پور - جنڈیالہ - بہشت پور - اہرانہ - پھگلانہ - حزب دیال - گڈھ شنکر - پنام - بھنگالہ

۲۱ — امرتسر - بھڈیار - ستاجنالہ - چکسا - سکندر - بھوئی وال - فیلاں والہ -

۲۲ — گورداسپور - اوجلہ - طالب پور - بھنگواں - لیین کھال -

۲۳ — پھیروچیچی - بیری - گھوڑے واہ - کاہنووان -

۲۴ — سیکھواں - فیض اللہ چک - تلونڈی جھنگلاں -

۲۵ — خان فتیح - ٹھہ غلام نبی - بازید چک - بہبل چک

۲۶ — پٹیالہ - سنور - دھوری - نابھہ - رائے پور - جینڈ - بیگوو

۲۷ — سامانہ - محمود پور - مروڑی - آسمان پور - کہنال

۲۸ — غوث گڈھ - سرہند - بہرنبس پورہ - خانپور - منڈی سنگت

۲۹ — ڈیرہ اسمٰعیل خان - وزیرستان - بنوں - ٹانک -

۳۰ — پشاور - شب قدر

۳۱ — مردان - نوشہرہ

۳۲ — ایبٹ آباد - مع انجمنہائے ضلع ہزارہ

۳۳ — بھیرہ - ملک وال ہجکہ - گھوگھیاٹ - میانی - حسو پور

۳۴ — سرگودھا - چک ۹۸ و ۹۹ و ۸۷ و ۸۵ و ۹۰ و ۱۰۲

۳۵ — چک ۳۵ جنوبی - ۴۳ و ۴۲ و ۳۲ و ۳۳ و ۴۵ و ۱۷ و ۳۵ و ۳۰

۳۶ — چک پنیار - چک نمبر ۱۹ جنوبی - منڈو رانجھا - ادرحمہ - چک نمبر ۹ جنوبی - حویلی بہادر خان -

۳۷ — خوشاب - سلانوالی - شاہ پور - چاک جوگی سیاہی وال

۳۸ — گجرات - کنجاہ - شیخ پور - فتح پور - شادیوال - خوڈ - دھیسکے - کلاں - کدیاوالہ -

۳۹ — کھاریاں - لالہ موسیٰ - گیبڑ - تہال - چک سکندر - لنگرالی - چوکنانوالی -

۴۰ — سعد اللہ پور - گوہلیکی - بہیلاں - جسوکے - سدوکے - رنمل - بیعہ

۴۱ — ڈنگہ - پوڑانوالہ - مونگ - پنڈی بہاء الدین

۴۲ — کرنگ - کیرنگ - سونگھڑہ وغیرہ

۴۳ — بھاگلپور - مونگھیر - آرہ -

۴۴ — کلکتہ - برہمن بڑیہ

۴۵ — سیالکوٹ شہر - چھاؤنی - اوڑہ - کوٹلی ہرنرائن -
مع دیگر مضافات سیالکوٹ -
اس حلقہ کا امیر انتخاب نمائندہ کا انتظام کرے -

۴۶ — نارووال - گٹھیالیاں - ڈسکہ - رعیہ - خانانوالی - میانوالی - سٹے پور - بیگووال - سمیڑیال - داتازیدکا - قلعہ صوبہ سنگھ -
اس حلقہ کا امیر انتخاب نمائندہ کا انتظام کرے -

۴۷ و ۴۸ — پولہ - منگولہ - بن باجوہ - چچور - چونڈہ - ظفروال - چانگڑیاں - کھیوہ باجوہ - پیرو - بر جوہ
ان حلقوں کا امیر انتخاب نمائندگان کا انتظام کرے

۴۹ — دہلی - ببب گڈھ - شملہ

۵۰ — حصار × ×

۵۱ — کرنال - پانی پت - سونی پت -

۵۲ — انبالہ شہر - چھاؤنی
انبالہ شہر کا امیر انتخاب نمائندہ کا انتظام کرے

۵۳ — حیدرآباد دکن - بمبئی

۵۴ — فیروزپور - مع انجمنہائے فیروزپور ضلع
امیر حلقہ نمائندہ کے انتخاب کا انتظام کرے -

۵۵ — جالندھر - مع بنگہ کریام - صریح - راہوں - کیم پور - حاجی پور - لنگیڑوعہ - بہرام پور - اوڑ - کاٹھ گڈھ -

۵۶ — لاہور - بنی گنج - علی پور - لاہور چھاؤنی - شاہدرہ

۵۷ — ڈیرہ غازی خاں - کوٹ و بخاری - اٹھیال - لودی ننگل - تسکار - ڈیرہ نانک

مندرجہ بالا مخصوص مقامات کے سکرٹریوں کا یہ بھی فرض ہوگا کہ جو نمائندہ منتخب ہو اس کے متعلق دفتر ناظر اعلیٰ میں اطلاع بھیجیں اگر بذریعہ ڈاک اطلاع نہ بھیج سکیں تو ان نمائندوں کے ہاتھ ایسی اطلاع ضرور آنی چاہیئے - کانفرنس میں وہی احباب شریک ہو سکینگے - جن کو ان کے حلقہ کی انجمنیں بطور نمائندہ منتخب کرینگی - نمائندوں کے علاوہ اگر کوئی دوست بطور خود تشریف لائینگے - تو ان کو کانفرنس میں شامل نہیں کیا جائیگا - خاکسار شیر علی - ناظر اعلیٰ قادیان

تحفۂ شہزادہ ویلز کے متعلق ضروری اعلان

فروخت کی شرط اڑا دیگئی -

تحفۂ شہزادہ اردو و انگریزی کی فروخت کے لیئے یہ شرط لگائی گئی تھی - کہ کوئی صاحب اس کتاب کو خرید نہیں سکینگے - جب تک وہ دو کاپیاں غیر احمدیوں میں فروخت نہ کریں - اب احباب کی آسانی کیلیئے یہ شرط اڑا دیگئی ہے - اور جو لوگ اس اعلان کے دیکھتے ہی فوراً آرڈر دینگے انھیں ہم بلا توقف کتابیں روانہ کر دینگے - ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ کم از کم دو کاپیاں خریدیں آگے چاہے وہ خود رکھیں - فروخت کریں یا تحفہ دیں یہ ان کا اختیار ہے

احباب کو چاہیئے کہ فوراً آرڈر بھیجدیں - کیونکہ باوجود اس امر کے کہ فروخت اسوقت تک مشروط رہی ہے کتاب کا کافی حصہ نکل چکا ہے - پس اگر آپ اس بیش بہا کتاب کو حاصل کرنا چاہتے ہیں - تو فوراً ہمیں اطلاع دیجیئے تاکہ ختم ہو جانے پر آپ کو افسوس نہ کرنا پڑے -

اردو میں بھی کتاب چھپکر پہنچ گئی ہے - اس کا کاغذ بہت عمدہ استعمال کیا گیا ہے اور چھپوائی لکھائی بھی بہت اعلیٰ ہے - کل کتاب ۱۲۰ صفحات پر ختم ہوئی ہے - ساتھ ہمارا ایڈریس اور شہزادہ معظم کا جواب بھی شایع کیا گیا ہے - قیمت صرف ایک روپیہ فی کاپی ہے - انگریزی کی قیمت مجلد فی نسخہ سوا تین روپیہ اور بغیر جلد دو روپیہ - انگریزی اور اردو دونوں کتابوں میں حضرت مسیح موعود حضرت خلیفہ اول اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے فوٹو بھی شایع کئے گئے ہیں - ناظر تالیف و اشاعت قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء

مولوی عبد الباری صاحب کا چرخہ

کیا ایک عالم دین کی یہی شان ہونی چاہیئے

اسلام نے علماء کا بہت بڑا درجہ قرار دیا ہے جسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے ذمہ جو کام رکھا ہے۔ وہ بھی بہت بڑا اور اہم ہے۔ یعنی شریعت اسلام کی اندرونی اور بیرونی حفاظت کرنا۔ پیروان اسلام کی تعلیم و تربیت کرنا اور دوسرے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا لیکن کیا اس زمانہ میں وہ لوگ جنہیں علماء ہونے کا دعوے ہے۔ اس کام کو سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے لئے ہندوستان کے "علماء" میں سے ایک چوٹی کے عالم کا بیان ان کے اپنے ہی الفاظ میں سن لیجئے۔ اور اس سے اندازہ لگائیے۔ کہ وہ کن اشغال میں مشغول ہیں۔ اور انکی حالت کیسی عبرتناک نقطہ تک پہنچ چکی ہے۔

مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی نے مسٹر گاندھی کی یادگار میں انکی گرفتاری کے دن سے چرخہ کاتنا شروع کر رکھا ہے اس شغل کے اختیار کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:-

"حصول مقصود میں جو امر مجھے مفید بتایا جاتا ہے۔ میں بلا پس و پیش اختیار کر لیتا ہوں میرے حالات اس ضعیف العمر کے ایسے ہیں۔ جس کا اکلوتا لڑکا جان توڑ رہا ہو۔ اسکو جو کچھ بتایا جاتا ہے جو اس کے بس اس کے دل میں آتا ہو وہ سب کر لیا جاتا ہے۔

دل کی حالت یہ ہے کہ دعا کرتے کرتے بھی تھک گیا ہے خیال یہ ہو رہا ہے کہ غالباً خدا ہی کو جانبری مقصود نہیں۔ دعا کو ہاتھ اٹھتا ہے اور رک جاتا ہے دل میں اضطراب پیدا ہوتا ہے اور رہ جاتا ہے آنکھوں میں [illegible] آنسو نہیں بہے خشوع و خضوع بھی برائے نام رہ گیا ہے"

کیا ایک عالم دین اسلام کی یہی شان ہونی چاہیئے کہ جو کچھ کوئی اسے بتادے۔ خواہ بتانیوالا مشرک ہو یا کافر بت پرست ہو یا گائے پرست وہی کرنے لگ جائے۔ اور پھر اس سے توقع یہ رکھے۔ کہ اسلام کا بول بالا ہو گا۔ کیا اسلام ایسا ہی بے کار مذہب ہو گیا ہے کہ اپنے پیرووں کی راہ نمائی کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور عالم کہلانیوالے اس سے منہ موڑ کر کسی کی بتائی ہوئی لغو سے لغو بات پر بھی بلا سوچے سمجھے اور بلا غور و فکر کئے عمل کرنے لگ جاتے ہیں۔ کیا اسلام کی برتری اور کامیابی کا انحصار اسی طریق میں رہ گیا ہے کہ اپنی سمجھ بوجھ کو جواب دے دیا جائے۔ اور علماء آنکھیں بند کئے ہوئے غیر مسلموں کے پیچھے بھاگے چلے جائیں۔

مولوی صاحب کی ایک طرف تو یہ حالت اور دوسری طرف خدا تعالیٰ سے اسقدر مایوسی اور ناامیدی کہ نہ دعا کیلئے ہاتھ اٹھتے ہیں نہ دل میں اضطراب پیدا ہوتا ہے نہ آنکھوں میں آنسو آتے ہیں نہ خشوع و خضوع ہوتا ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ "دل دعا کرتے کرتے تھک گیا ہے"۔

آہ! کیسے شرمناک الفاظ ہیں۔ جو ایک عالم دین کے منہ سے نکلے ہیں۔ وہ مسٹر گاندھی کے آگے ناصیہ فرسائی کرتے کرتے تو نہیں تھکے ان کے ارشادات پر عمل کرتے کرتے تو نہیں اکتائے۔ ان کے احکام بجالاتے ہوئے تو نہیں گھبرائے۔ بلکہ جو جو بات ان کے منہ سے نکلی۔ اسپر عمل کر رہے ہیں۔ اور آیندہ کرنے کیلئے تیار اور آمادہ ہیں۔ لیکن خدا سے دعا کرتے کرتے تھک گئے۔ اور اب اس کے لئے ان میں ہمت نہیں رہی۔

پھر یہی نہیں اور سنئے۔ فرماتے ہیں:-

"اب میرے پاس سوائے چرخہ کاتنے کے کیا ہے گاندھی صاحب کی یاد میں چرخہ کاتتا ہوں۔ جس طرح محمد علی کے فراق میں چرخہ کا کاتا پہننا شروع کیا ہے۔"

گویا انہوں نے خدا کے آگے دعائیں کر کے دیکھ لیا۔ کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ کامیابی نے منہ نہ دکھایا۔ تکالیف دور نہ ہوئیں۔ مقامات مقدسہ پر تصرف حاصل نہ ہوا۔ "خلیفۃ المسلمین" کے حقوق بحال نہ ہوئے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۱ء کا دن بھی یونہی گذر گیا۔ اور سوراج نہ ملا۔ اسلئے خدا سے منہ موڑ کر مرکز توجہ چرخہ قرار پایا۔ اب جو کچھ کریگا چرخہ ہی کریگا۔ ساری مرادیں اسی کے ذریعہ پوری ہونگی۔ اور یہی اب منزل مقصود پر پہنچائیگا جس کے آثار ابھی سے نظر آنے لگ گئے ہیں۔ کہاں تو "مولانا" کی بقول ان کے یہ حالت کہ خدا کے حضور دعائیں کرتے کرتے چور گئے۔ ہاتھ ہلانے تک کی سکت نہ رہی۔ رگوں سے خون اور آنکھوں سے آنسو خشک ہو گئے۔ دل سے درد اور کلیجہ سے کسک جاتی رہی۔ لیکن چرخہ چلانے کا شغل اختیار کرنے کے ساتھ ہی نہ صرف یہ تمام عوارض دور ہو گئے۔ بلکہ نئے سرے سے طاقت آگئی ہے۔ اور تازہ خون جوش مارنے لگا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:-

"عرب کا خالص خون ہم میں جوش زن ہے اور ہر چکر میں چرخہ اس خون میں ہیجان پیدا کرتا ہے۔"

اور ظاہر ہے کہ جب چرخہ کے چند دن چلانے سے یہ حالت ہو گئی ہے۔ تو کیا تعجب ہے کچھ عرصہ کی مشق ان میں فوق العادت طاقت اور قوت پیدا کر دے۔ اور "مولانا" جس وقت کا انتظار کر رہے ہیں یعنی تلوار ہاتھ میں لیکر اعدائے اسلام کا صفایا کرنا اور شوکت اسلام بزور قائم کرنا وہ آجائے۔

اگرچہ دنیا نے آج تک کبھی یہ نظارہ نہیں دیکھا کہ چرخے کی گھوں گھوں نے بنی نوع انسان کے اس حصہ کو جس کا آج تک چرخہ چلانا شغل چلا آیا ہے اس قابل بنا دیا ہو کہ وہ تلوار کے جوہر دکھلانے کے قابل ہو گیا ہو۔ لیکن اس بارے میں غور کرنے کی ضرورت تب ہو۔ جب اسمیں عقل کا کوئی دخل ہو۔ جب "مولانا" کا اپنے متعلق یہ ارشاد ہے کہ "دیوانوں کی حرکت پر سوال کہاں ہوتی ہیں۔ جن کو میں پیش کرتا"۔ تو اور کسی کو دلائل اور ثبوت تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

پھر دعاؤں کے قبول نہ ہونے سے اکتا کر "مولانا" کا چرخہ کو قبلہ مقصود بنانا تو ان کے نزدیک ایک معمولی بات ہے۔ وہ تو اس سے بھی آگے قدم بڑھانیوالے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"ایک راستہ اپنے نزدیک یہ اختیار کیا تھا کہ خود ہلاک ہو جاؤں۔ اس کی تیاری کی۔ چرخہ کاتنا تو کوئی عجیب بات نہیں۔ میں نے اس سے بھی عجیب فعل کیا ہے۔ کہ دانت تڑوا دیئے"۔

اہل علم و عقل غور کریں۔ کہ کیا یہ حرکات و افعال کسی عالم دین کی شان کے شایاں ہیں۔ اسلام نے اپنی ہلاکت چاہنے اور اس کا ارتکاب کرنے سے کیسے زور کے ساتھ روکا ہے اور اسے کتنا بڑا گناہ قرار دیا ہے لیکن ایسے جاہل مسلمان

کہ ایک ایسا شخص جسے وہ اپنا بہت بڑا عالم اور دین اسلام کا ماہر سمجھتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے پر تلا بیٹھا ہے۔ اور جو باتیں عبث سمجھتا ہے۔ اور اقرار کرتا ہے ان کا ارتکاب کرنا چاہتا ہے۔

کیا اس کا صاف اور صریح مطلب یہ نہیں ہے کہ ان "مولانا" کا ایمان اس بات پر نہیں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی مشکل سے مشکل گھڑیوں میں تائید و نصرت کرتا ہے۔ اور کبھی ان کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ اگر انہیں خدا تعالیٰ پر بھروسہ ہوتا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت پر اعتماد رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کے ان وعدوں کو جو اپنے بندوں کے متعلق اس کے ہیں سچا سمجھتے۔ تو پھر خواہ مشکلات کے پہاڑ بھی ان پر آگرتے خواہ ہر طرف سے ناکامی ہی ناکامی کیوں نہ گھیرے ہوتی کبھی مایوس اور ناامید ہو کر اپنی ہلاکت کی تیاری نہ کرتے۔ مگر ان کا ایسے ارادہ کا اظہار کرنا بتاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے ناامید ہو چکے ہیں۔ اور خدا کی تائید و نصرت سے مایوس اور جب علماء کہلانے والوں اور دین سے واقف ہونے کا دعویٰ کرنیوالوں کی یہ حالت ہے۔ تو عوام کی حالت کے متعلق جو دین سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کیسی ہے ٭

...ا۔۔ جن کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکفرون۔ کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے کافر قوم ہی ناامید ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی یہ کیوں ایسا ہوئی۔ اس کی صاف وجہ یہ ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے بھیجے نبی حضرت مسیح موعود کا انکار کر دیا۔ جس کے قبول کرنے میں ان کی ترقی اور جس کے ماننے میں ان کی تمام تکالیف کا خاتمہ ہے۔ جب خدا تعالیٰ کے اس نبی کو مسلمانوں نے چھوڑ دیا۔ جو انہی کی بھلائی اور بہتری کے لئے بھیجا گیا ہے تو خدا تعالیٰ نے بھی ان کو چھوڑ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یہ لوگ خدا سے ناامید و مایوس ہو گئے اور اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کی تیاریاں کرنے لگے۔ لیکن ذرا غور تو کریں۔ اس میں کسی کا کیا بگڑ جائیگا۔ نہ تو حکومت ڈر جائیگی۔ کہ فلاں "مولانا" نے خودکشی کر لی ہے اسلئے چلو۔ یہاں سے بھاگ چلیں۔ اور نہ خدا تعالیٰ ڈر کر کہدیگا کہ اچھا جو مانگنا چاہتے ہو۔ مانگ لو۔ میں تمہاری ہر بات قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس سے سوائے دونوں جہاں کے خسران اور تباہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ اسلئے بہتر ہے کہ اس قسم کی باتوں کو چھوڑ کر مسلمان خدا تعالیٰ کو راضی کرنے میں لگ جائیں۔ اور خدا کے فرستادہ کو قبول کر کے خدا تعالیٰ کے سچے بندے بن جائیں۔ تاکہ خدا انہیں اپنی نصرت اور تائید کے نظارے دکھلائے۔ اور ان کے قلوب میں ایسی سکینت اور ایسا آرام داخل کر دے۔ کہ ساری دنیا کی دشمنی اور تمام جہاں کی مشکلات بھی انہیں ہراساں نہ کر سکیں۔ ان کے چہرے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہر وقت شگفتہ اور تر و تازہ رہیں۔ اور ہر گھڑی اور ہر لمحہ ان کے موہنوں سے خدا تعالیٰ کے شکر و امتنان کے کلمات نکلیں ٭

یہ یونہی باتیں نہیں۔ بلکہ جن لوگوں نے خدا کے اس نبی کو قبول کیا ہے۔ ان سے پوچھ لو۔ کہ کیا ہر وقت خدا کی تائید اور نصرت کے نظارے وہ نہیں دیکھ رہے کیا ہر لمحہ خدا کے فضل اور انعام ان پر نہیں ہو رہے ہیں؟ اور کیا ہر وقت ان کے موہنوں سے شکر کے کلمات نہیں نکل رہے۔ اگر ایسا ہی ہے اور بالکل ایسا ہی ہے تو کیوں وہ لوگ جو ماہیٔ بے آب کی طرح تلملا رہے ہیں۔ اور خدا کی مدد سے مایوس ہو کر ہلاکت کے گڑھے کے کنارے کھڑے ہیں اسی رستہ پر نہیں چلتے۔

خدا تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ دے تا اس خطرناک اور تباہ کن انجام سے بچ سکیں جو خدا تعالیٰ سے ناامید ہونیوالے لوگوں کا ہوتا آیا ہے ٭

سکھوں کا اذان کہنے سے روکنا

حال میں گورنمنٹ پنجاب کا ایک اعلان شائع ہوا ہے جسمیں بیان کیا گیا ہے کہ موضع راجہ جنگ (ضلع لاہور) سے شکایت پہنچی ہے کہ وہاں کے سکھوں نے مسلمانوں کو اذان کہنے سے روک رکھا ہے۔

اس اعلان سے جہاں مسلمانوں کے دینی معاملہ میں سکھوں کی طرف سے افسوسناک مداخلت کا پتہ لگتا ہے وہاں یہ بھی امید کی جاسکتی ہے کہ گورنمنٹ پر جب یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ تو وہ اس کے انسداد کا انتظام کریگی۔ اور اس موضع کے مسلمانوں کی مذہبی آزادی میں مخل ہونے والوں کو روکیگی ٭

اذان کہنے سے روکنے کی حرکت کی ذمہ داری اگر اس گاؤں کے سکھوں تک ہی محدود رہتی۔ اور سکھ بحیثیت قوم اسپر ناپسندیدگی کا اظہار کر کے انہیں باز رکھتے۔ تو مسلمانوں کے لئے زیادہ رنجش کا باعث نہ تھا لیکن افسوس کہ اصلاح کی طرف قدم اٹھانے کی بجائے سکھوں کی وہ کمیٹی جو گوردواروں کے انتظام کے لئے "شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی" کے نام سے بنی ہوئی ہے۔ اس نے ایسے رنگ میں اعلان شائع کیا ہے جسمیں راجہ جنگ کے سکھوں کی اس حرکت کی حمایت کا پہلو نکلتا ہے۔ چنانچہ اس نے اعلان میں لکھا ہے کہ:۔

"اس گاؤں میں کسی مسلمان کی ایک چپہ بھی زمین نہیں۔ اور آج تک کبھی گاؤں میں مسلمانوں نے بانگ نہیں دی"

(اکالی گزٹ - ۲ - اپریل ۲۲ء)

مگر یہ دونوں باتیں بالکل لچر ہیں۔ مذہبی آزادی کے لئے زمین اور جائداد کی کوئی شرط نہ تو کسی مذہب نے رکھی ہے۔ اور نہ گورنمنٹ نے۔ ایک فاقہ کش مفلس اور لاکھوں ایکڑ زمین کا مالک اپنے اپنے مذہبی احکام بجالانے میں ایک جیسے آزاد ہیں۔ کیا سکھ صاحبان پسند کرینگے کہ جن گاؤں میں سکھوں کی ایک چپہ بھی زمین نہیں۔ وہاں مسلمان ان کو شبد پڑھنے سے روک دیں۔ اور مذہبی فرائض نہ بجالانے دیں ٭

رہی یہ بات کہ وہاں کے مسلمانوں نے آج تک کبھی بانگ نہیں دی۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ انھیں آئندہ بھی بانگ نہیں کہنی چاہیئے۔ ایک ایسی کمیٹی کے لئے بہت ہی افسوسناک ہے۔ جس کا اپنا وجود اس کو باطل قرار دے رہا ہے۔ اگر گوردوارہ پربندھک کمیٹی اب گوردواروں کا انتظام ایسے رنگ میں کرنے کے لئے کھڑی ہو سکتی ہے جو آج تک کبھی نہیں ہوا۔ اور اگر سکھ صاحبان اب کرپان رکھنے کی ایسی ضرورت محسوس کرنے لگے ہیں جیسی اس سے پہلے کبھی انہوں نے محسوس نہیں کی تو بیچارے راجہ جنگ کے مسلمانوں کو کیوں یہ حق نہیں ہے کہ اپنی غصب شدہ آزادی حاصل کرنے کی کوشش کریں ٭

عوام سے نہیں لیکن تعلیم یافتہ سکھ صاحبان سے ہم گذارش کرینگے۔ کہ وہ مہربانی کرکے ذرا اذان کے مطلب اور مقصد پر تو غور کریں جس میں ایک خدا کو بلند آواز سے پکارا اور اس کی عبادت کرنے کے لئے مسلمانوں کو بلایا جاتا ہے۔ اس پر کسی اور مذہب کے لوگوں کو ناراض ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔ اذان کوئی گالی نہیں۔ اس سے کسی کی ہتک نہیں ہوتی۔ کسی کو چڑایا نہیں جاتا۔ اور مسلسل شور مچاکر کسی کے آرام میں خلل نہیں ڈالا جاتا۔ پھر بھی اگر کوئی روکتا ہے۔ تو قابل شرم حرکت کرتا ہے۔ اور سنجیدہ لوگوں کا کام ہے کہ ایسے لوگوں کو سمجھائیں۔

پھر اذان تو وہ مقدس اعلان ہے۔ جس کے متعلق سکھوں کی مقدس کتاب جنم ساکھی کلاں جو سب سے پرانی اور معتبر جنم ساکھی ہے۔ کے صفحہ ۲۰۳ پر لکھا ہے۔

کن وچہ انگلیاں پائیکے تب نانک دتی بانگ

یعنی کانوں میں انگلیاں ڈالکر باوا نانکؒ نے اذان کہی۔

پس جب سکھوں کے سب سے بڑے بزرگ اور اس انسان نے جسے سکھ مذہب کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ خود اذان کہی۔ اور بعینہٖ اسی طرح کہی جس طرح مسلمان کہتے ہیں۔ تو ان کے پیرو کہلانے والوں کو اس میں رکاوٹ ڈالنا کیونکر مناسب ہے۔

"وکیل" اور بُت پرست مسلمان

جب کسی کی غرض محض چھیڑ خانی ہو۔ تو اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کرلیگا۔ بالکل عبث ہے "وکیل" نے لکھا تھا۔ کہ رسول کریمؐ نے اپنے ماننے والوں کو جن لوگوں سے علیحدہ کیا۔ وہ بت پرست مشرک اور کافر تھے۔ لیکن مرزا صاحب نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے ایک ہی خدا۔ ایک ہی رسول۔ ایک ہی کتاب ایک ہی عقیدہ کے لوگوں کو جدا کیا ہے۔

اس کے متعلق ہم نے یہ دکھانے کے لئے کہ جن مسلمانوں سے حضرت مرزا صاحب نے اپنے ماننے والوں کو علیحدہ کیا ہے۔ ان کی کیا حالت ہے۔ اور وہ کہانتک مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں۔ پیسہ اخبار کے حوالہ سے بتایا تھا کہ ضلع کانگڑہ کے مسلمان بالکل ہندوؤں کی سی رسوم کے پابند ہیں۔ اور بت پرستی کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی پیسہ اخبار کا یہ بیان بھی پیش کیا تھا۔ کہ ایسی حالت ضلع کانگڑہ کے مسلمانوں کی ہی نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے اکثر مقامات کے مسلمانوں کی یہی حالت ہے اس سے "وکیل" کا یہ الزام باطل ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب نے ایک ہی خدا ایک ہی رسول ایک ہی کتاب اور ایک ہی عقیدہ رکھنے والوں میں تفرقہ ڈالا۔ کیونکہ جب مسلمان مسلمان ہی نہ رہے۔ بلکہ بت پرست بن گئے۔ اور ہزاروں قسم کی خرابیاں ان میں پیدا ہو گئیں۔ تو ضروری تھا۔ کہ وہ انسان جسے خدا نے ان کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ اپنے قبول کرنے والوں کو رد کرنے والوں سے علیحدہ کرتا۔ مگر "وکیل" کی ابھی تک تسلی نہیں ہوئی۔ وہ لکھتا ہے۔

"الفضل ضلع کانگڑہ کے مسلمانوں کو پیش کرتا ہے جو بت پرست اور مشرک ہیں۔ لیکن ضلع کانگڑہ کے مسلمانوں کو ان مسلمانوں سے کیا واسطہ۔ جو مرزا صاحب پر ایمان لائے اس لئے کہ ضلع کانگڑہ کے مسلمان تو اب تک بھی ان پر ایمان نہیں لائے"

ہم پوچھتے ہیں۔ کیا وکیل ضلع کانگڑہ کے مسلمانوں کو ان مسلمانوں میں شامل کرتا ہے یا نہیں۔ جن سے اپنے ماننے والوں کو حضرت مرزا صاحب کے علیحدہ کرنے کا اسے گلہ ہے۔ اگر شامل کرتا ہے۔ تو پھر ان سے کیوں واسطہ نہیں۔ پھر جبکہ اکثر مقامات کے مسلمانوں کی وہی حالت ہے۔ جو ضلع کانگڑہ کے مسلمانوں کی ہے۔ اور ان ہی میں سے حضرت مرزا صاحب کو مان رہے ہیں۔ تو صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسلمانوں سے مسلمانوں کو علیحدہ نہیں کر رہے۔ بلکہ بت پرستوں۔ مشرکوں اور کافروں سے مسلمانوں کو علیحدہ کر رہے ہیں علاوہ ضلع کانگڑہ میں بھی جو سعید روحیں ہیں۔ وہ آپ کے ماننے والوں میں شامل ہو رہی ہیں۔ اس صورت میں کسی سمجھدار شخص کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہوسکتی۔ کہ جو لوگ احمدی کہلاتے ہیں۔ وہ مرزا صاحب پر ایمان لانے سے پہلے بت پرست اور مشرک نہ تھے کیونکہ احمدی ہونے والے انہی لوگوں میں سے آ رہے ہیں جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ اور اگر وہ احمدی نہ ہوتے تو ان کی بھی یہی حالت ہوتی۔ کیا "وکیل" یہ تسلیم کرنے کی جرأت کریگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں سے مسلمانوں کو جدا نہیں کیا۔ بلکہ نام کے مسلمانوں سے حقیقی مسلمانوں کو علیحدہ کیا ہے۔ اور یہی وہ کام ہے جو ہر نبی اپنے وقت میں کرتا رہا ہے

المنظر

اعجاز ۔ جالندھر شہر سے ابوالاثر محمد حفیظ صاحب حفیظ کی زیر ارادت اس نام سے ایک ماہوار ادبی رسالہ شائع ہوا ہے۔ جس کا پہلا نمبر بابت ماہ فروری ہمارے پاس پہنچا ہے۔ رسالہ کے اکثر مضامین دلچسپ اور دلکش ہیں۔ چونکہ مدیر صاحب اچھے اور قابل اہل علم سے ذاتی تعارف اور واقفیت رکھتے ہیں۔ اور انہیں خود بھی زبان اردو کو اوج ترقی پر پہنچانے کا شوق اور ولولہ ہے۔ اس لئے امید ہے کہ رسالہ بہت ترقی کریگا۔ اور اپنے ادبی معاصرین میں خاص جگہ حاصل کرلیگا۔ حصہ نظم میں بعض مشہور شاعروں کی نظمیں بہت اچھی ہیں۔ رسالہ زبان اردو کے شوقین اصحاب کی امداد اور توجہ کا محتاج ہے۔ امید ہے وہ اس سے دریغ نہ کرینگے۔ ۲۲×۲۹ کے پچاس صفحہ کا حجم ہے۔ قیمت پانچ روپیہ سالانہ چھپوائی میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

عزیز ۔ اس نام سے ایک پندرہ روزہ اخبار بہت اچھی لکھائی۔ چھپائی۔ اور عمدہ کاغذ پر لاہور سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ جس کی غرض بچوں کی تعلیم اور تربیت ہے۔ مضامین دلچسپ مفید اور بچوں کے مذاق کے درج ہوتے ہیں۔ امید ہے اخبار آئندہ اور بھی ترقی کریگا۔ ۲۰×۲۶ سائز کے ۱۶ صفحہ پر شائع ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ اڑہائی روپیہ ہے۔ بچوں کی علمی قابلیت بڑہانے اور ان میں اچھی اور اعلیٰ صفات کی تخم ریزی کرنے کے لئے والدین کو یہ اخبار اپنے بچوں کے نام جاری کرانا چاہئیے۔ پتہ مینیجر اخبار عزیز لاہور کافی ہے۔

صراط مستقیم ۔ قاضی سراج الدین احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا راولپنڈی ایک پرانے اخبار نویس ہیں "چودھویں صدی" اخبار کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ حال میں انہوں نے مندرجہ بالا نام کا ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے جس کا مقصد مسلمانوں کی اس غلط پالیسی کی اصلاح ہے جو گورنمنٹ کے متعلق اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان ایام میں یہ کام کوئی آسان نہیں لیکن امید ہے جناب قاضی صاحب جس مقصد کیلئے کھڑے ہوئے ہیں بڑے استقلال اور قوت سے کام لینگے اور سمجھدار مسلمان ان کی ہمت بڑھائینگے

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۲۰ فروری بعد نماز عصر)

شیخ محمود احمد صاحب کو مدرسہ احمدیہ کے موجودہ طلباء ان کی ہمجماعتی نے ایک رخصتی ٹی پارٹی دی۔ ایک لڑکے نے نظم اور دوسرے نے ایڈریس پڑھا۔

اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح نے حسب ذیل تقریر ارشاد فرمائی۔

شعر گوئی پہلی بات جسکے متعلق مدرسہ کے طلباء کو توجہ دلاتا ہوں وہ نظم ہے۔ جواب پڑھی گئی ہے۔ میرے نزدیک نظم قلب کے جوش کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن جب یہ حالت بڑھا لی جائے تو ٹھیک نہیں ہوتی۔ قرآن کریم میں جو الفاظ شعراء کے متعلق آئے ہیں ان سے لوگوں کو دھوکا لگا ہے۔ اور انہوں نے شعر کہنے کو ہی برا سمجھا ہے۔ اور لوگوں نے اس زمانہ کے مصلح پر بھی اس بارے میں اعتراض کیا ہے۔ مگر بائبل میں ایک کتاب ہے اور قرآن کریم میں بھی اس کو کتاب کر کے ہی یاد کیا گیا ہے۔ وہ زبور ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق شعر بری بات نہیں حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اشعار کہے ہیں۔ حضرت نبی کریم کے وقت میں بھی شعر کہے جاتے تھے۔ مگر برائی تب ہے کہ اگر شعر سے صرف شعر کہنا مد نظر ہو۔ میرے نزدیک شعر اس لئے کہنا کہ لوگ پسند کریں اور داد دیں۔ درست نہیں۔ میں بھی شعر کہتا ہوں لیکن جب میں شعر کہتا ہوں تو نہیں معلوم ہوتا کہ کیا لکھ رہا ہوں۔ جب قلم ایک جگہ جا کر رک جاتا ہے تو پھر خواہ کتنا ہی زور لگاؤں آگے شعر نہیں کہا جا سکتا۔ جو شخص تلاش کر کے سوچ سوچ کر شعر کہتا ہے وہ حقیقت سے دور ہوتا ہے۔ اسلئے چاہیئے کہ ہمارے طلباء شعروں کے پیچھے نہ پڑیں۔ ہاں اگر شعر پیچھے پڑ جائے تو کہہ لیں۔ وہ شعر جسکو انسان تلاش کر کے لاتا ہے وہ ناپسند ہے۔ مگر جب طبیعت میں جوش ہو اور بغیر خوض اور غور کے مضامین جاری ہوں تو وہ ایک قسم کا القاء اور الہام ہوتے ہیں۔ مگر دوسری قسم کے شعر حقیقت سے دور ہوتے ہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ ان پر توجہ نہ کی جائے۔ اور نہ شعر اس لئے کہا جائے کہ لوگ داد دیں۔

اردو دانی دوسری نصیحت جو میں کرنا چاہتا ہوں اس پر طلباء مدرسہ احمدیہ کو توجہ کرنی چاہیئے۔ نظم پڑھنے والا۔ اور ایڈریس سنانے والا دونوں ہندوستانی ہیں۔ میں نے کسی قریب کے خطبہ میں بھی بیان کیا تھا کہ ہندوستانی پنجابی کی تقسیم ٹھیک نہیں۔ اس وقت جو میں نے کہا ہے کہ یہ ہندوستانی طالب علم ہیں۔ یہ اس بات کے نیچے نہیں آسکتا۔ میری اس سے منشاء یہ ہے کہ جہاں کی زبان ہو اس کو وہاں کے باشندے ہی زیادہ اچھی طرح بول سکتے ہیں۔ مگر اردو زبان اس وقت ہندوستان کی علمی زبان ہے۔ اور اس میں ہمارا مذہبی لٹریچر ہے اس لئے دوسرے طلبا کو بھی اس میں بولنے اور لکھنے کی مشق کرنی چاہیئے۔ تاکہ وہ تمام ہندوستان میں کام کر سکیں۔

ایڈریس کا مطلب تیسری نصیحت ایڈریس کے متعلق ہے۔ یاد رکھو ایڈریس کے معنے ہوتے ہیں دوسرے کو مخاطب کرنا یہ ایک انگریزی لفظ ہے۔ ایڈریس کا قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ جس کو ایڈریس دیا جائے۔ اسکو مخاطب کیا جائے۔ اور اس میں بتایا جائے کہ ہم کیوں آپ کو مخاطب کرتے ہیں۔ اور جو تقریب ہو اس کے مطابق مضمون ہو۔ لیکن جو ایڈریس اس وقت پڑھا گیا ہے اسکا اکثر حصہ ایڈریس کہلانے کا مستحق نہیں۔ موقع کے مناسب بات کا ایڈریس میں ہونا ضروری ہے۔ مثلاً شیخ محمود چلے ہیں۔ ان سے اسطرح خطاب ہوتا۔ کہ آپ ہمارے مدرسہ کے طالب علم ہیں۔ اور آپ کو موقع ملا ہے کہ غیر ملک میں جائیں۔ آپ لوگوں پر اس مدرسہ کی عظمت ظاہر کریں۔ آپ کی کامیابی پر مدرسہ کی کامیابی یا ناکامی کا سوال درپیش ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کے ذریعہ مدرسہ کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھیگی۔ اور وہ اغراض جو اس کے بنائے جانے کی ہیں پوری ہونگی ہم میں سے بھی جسکو توفیق ملے گی وہ بھی خدمت دین کے لئے وطن سے باہر جائیگا۔ وغیرہ اس وقت اس قسم کا مضمون مناسب تھا۔

اس ایڈریس میں ایک تاریخی غلطی بھی کی گئی ہے۔ جس وقت اس مدرسہ کو توڑنے کی کوشش کی گئی تھی اس وقت میں نے ان کے ارادے میں روک ڈالی تھی۔ مگر میں اس سال اس کا منتظم نہ تھا۔

زندگی وقف کرنے والوں کو نصیحت چوتھی بات یہ ہے جو میں طلباء اور دیگر لوگوں کو جنہوں نے زندگی وقف کی ہے کہنی چاہتا ہوں۔ گو اس وقت بعض چھوٹی جماعتوں کے جو بچے ہیں ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آئے۔ لیکن بڑے ہو کر وہ اسکو سمجھ سکینگے۔ کیونکہ بہت سی باتیں چھوٹی عمر میں سنی جاتی ہیں۔ مگر بڑے ہو کر ان کے معنے معلوم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ بچپن میں دیکھا تھا۔ اور جو باتیں اس وقت سنی تھی وہ خواہ اس وقت نہ سمجھ میں آئی ہوں اب ان کی سمجھ آتی ہے۔

نزول جبرئیل کے متعلق مسیح موعودؑ کی شہادت یہی جو نبوۃ کا مسئلہ ہے اس کے متعلق ایک خاص واقعہ مجھے یاد ہے۔ میری عمر جب ۹ یا دس برس کی تھی میں اور ایک اور طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی جس پر نیلا جزدان تھا۔ وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ اب جبرئیل نازل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا یہ غلط ہے۔ میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبرئیل نہیں آتا۔ کیونکہ اس کتاب میں لکھا ہے ہم میں بحث ہو گئی۔ آخر ہم دونوں حضرت صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرئیل اب بھی آتا ہے۔ اس وقت اس بات کی ہمیں کوئی قدر نہ تھی۔ یہ بات گویا کھیل ہی تھی۔ اور میں اس وقت یہ بھی نہ جانتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر اب یہ بات سمجھ میں آئی اور ہم اس سے استدلال کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابن عباس جس وقت کی احادیث بیان کرتے ہیں وہ بچے تھے انہوں نے بچپن میں سنیں اور جوانی میں ان کی سمجھ میں آئیں۔ پس وہ باتیں جو اب سنی جائینگی۔ وہ خواہ اس وقت سمجھ میں نہ آئیں تاہم بڑے ہو کر کام دینگی۔

تبلیغ میں کامیابی کن لوگوں کے ذریعہ ہوگی وہ بات جو میں بتانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ چند ہی دن ہوئے میں ایک عیسائیت کی تاریخ پڑھ رہا تھا۔ اس کا مصنف لکھتا ہے کہ یہ مسیح کی دانائی تھی کہ اس نے اپنے مشن کی تبلیغ کے لئے فقیہوں اور فریسیوں کو نہ چنا۔ بلکہ عوام اور کم علم لوگوں کو چنا وہ اسکا پیغام لیکر دنیا میں نکل گئے۔ اور مسیح کے نام نے دنیا کو فتح کر لیا۔ اس بات پر غور کرنے سے مجھے مزا آیا۔ اور میں نے اس خیال کو وسیع کر کے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اب بھی ہمارے کامیاب مبلغ وہی ہیں۔ جو دینی علوم کے بڑے عالم نہیں۔ انکے ذریعہ میں جو بھی کامیابی ہوئی اور جسکا علم ہو سکتا ان کا نسبتاً ناوی درجہ ہیجان

چندہ بھیجتا ہے وہ ماسٹر عبدالرحیم صاحب کے ذریعہ ہوئی دینی علوم میں ان کو درجہ مولویت حاصل نہیں۔ عربی میں انہوں نے اپنے طور پر کچھ واقفیت حاصل کی ہے۔ یا مفتی محمد صادق صاحب ہیں وہ دینی علوم کے بڑے ماہر نہیں۔ یا چوہدری فتح محمد صاحب ہیں یہ بھی مولوی نہیں ہیں اس میں کسی کی ہتک مدنظر نہیں بلکہ اظہار واقعہ مراد ہے۔ کہ جو سب سے ناقص تھا۔ اور جو زیادہ عرصہ تک قادیان میں بھی نہیں رہا وہ مبارک علی ہے۔ اس کے ذریعہ اچھے اچھے لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور جوش سے کام کرتے ہیں۔ انتظامی حالت بھی اچھی ہے۔ اس کی کوشش زیادہ قابل قدر ہے۔ پھر میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا وہاں بھی یہی معاملہ نظر آتا ہے۔ گو ایک حالت میں فرق ہے۔

حضرت مسیح اور رسول کریمؐ کے مبلغوں میں فرق

مگر ایک اور مشکل ہے۔ جس کا حل ہمارے لئے ضروری ہے۔ حضرت مسیح کے لئے مسیحیوں نے تکلیفیں تو اٹھائیں۔ مگر دین کی شکل مسخ کر دی۔ وہ پھانسیوں پر چڑھے۔ غرق کئے گئے۔ جلائے گئے۔ سنگسار کئے گئے۔ بادشاہوں کے درباروں میں گئے۔ اور وہاں ان کو سخت سے سخت اذیت اٹھانی پڑی۔ اور گو دنیا کو مسیح کی طرف لے آئے اور بعضوں نے مسیح کو تو منوا لیا۔ مگر بات وہ منوائی جس کو مسیح چھڑوانا چاہتا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ بات نہیں ہوئی۔ کیونکہ رسول کریمؐ کے ساتھ والوں کو ۲۳ سال تک حضور کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ گویا وہ عاقل بالغ ہو کر ۲۳ برس تک ایک مدرسہ میں پڑھتے رہے۔ آج ایک شخص ایم اے ۱۶ برس میں ہوتا ہے۔ مگر ان لوگوں نے سات برس ایم اے کے کورس سے بھی زیادہ صرف کئے۔ وہ اس عرصہ میں عالم ہو گئے۔ پھر زبان بھی ان کی عربی تھی۔ اس لئے ان کے لئے یہ دقت نہ تھی۔ مگر حضرت مسیح کو اتنا موقع تعلیم دینے کا نہ ملا۔ صرف تین برس ملے۔ اور پھر ان کو ہجرت کرنی پڑی ✣

ہمارے لئے دقت

ہمارے لئے بھی یہ دقت پیش آگئی ہے مسیح موعود آئے۔ ان کی زبان اور ہماری زبان اُردو ہے مگر قرآن کریم اور احادیث عربی میں ہیں۔ حضرت اقدس نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ تشریح و تفسیر ہے۔ مگر تشریح و تفسیر اسی وقت کام دیتی ہے۔ جب متن بھی ساتھ ہو۔ ورنہ یہودیوں کا سا حال ہونے کا خوف ہے۔ حضرت اقدس کی کتب کے بغیر قرآن نہیں آسکتا۔ اور اگر قرآن ساتھ نہ ہو۔ تو نری کتابوں سے چنداں فائدہ کی اُمید نہیں اسلئے ہمارے لئے خطرات زیادہ ہیں۔ ہمیں ان مشکلات سے نکلنے کے لئے راستہ نکالنا چاہیئے۔ پہلوں سے جو غلطیاں ہوئیں وہ ہمارے سامنے ہیں ہمیں ان سے سبق لینا چاہیئے۔ کیونکہ پہلوں کی غلطیاں پچھلوں کے لئے عبرت ہوتی ہیں۔

علم پر غرور نہ ہونا چاہیئے

اس کا ایک علاج یہ ہے کہ ہمارے اُستادوں کو چاہیئے۔ کہ وہ بچوں میں یہ رُوح پیدا کریں۔ کہ وہ علم پر غرور نہ کریں۔ میں نے سوچا ہے کہ علم کی وجہ سے بحث کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جو شخص عربی عالم نہیں اس کا دل ڈر جاتا ہے۔ وہ خدا سے دُعائیں کرتا ہے کسی سے گفتگو کرتا ہے۔ تو بحث کی خاطر نہیں۔ بلکہ حق پہنچانے کے لئے۔ مگر عالم دوسرے سے بحث کرتا ہے۔ محض بحث کے لئے۔ عالم کی مثال تو بتی چوہے کی ہوتی ہے۔ مگر جو عالم نہیں۔ اس کی یہ حالت نہیں ہوتی اسلئے عالم کی بحث میں ہزل کا رنگ آجاتا ہے۔ اور کج بحثی تماشہ کے طور پر ہوتی ہے۔ اور دوسرے کے مدنظر محض خدا ہوتا ہے۔ عالم کہتا ہے۔ میں نے یوں پکڑ لیا اور اس طرح رد کیا۔ اور اس طرح اس کو خاموش کر دیا۔ اور اسی میں لطف لیتا ہے۔ مگر جو عالم نہیں ہوتا اس کا مدعا لطف لینا نہیں ہوتا ✣

ہم نے دونوں باتوں کو جمع کرنا ہے۔ کہ علم بھی ہو اور اس کے ساتھ عالموں والا غرور اور تکبر اور نمائش علم بھی نہ ہو۔ بلکہ علم سے غرض حق پہنچانا ہو۔ گو مسیحیوں نے کوشش کی۔ مگر بات وہ منوائی جس کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس پر قریب ہے کہ آسمان و زمین پھٹ جائیں۔ ہمارے طلباء کو چاہیئے۔ کہ وہ علم پڑھتے وقت اس بات کو مدنظر رکھیں۔ اور جھوٹی کج بحثی کی عادت نہ ڈالیں۔ یہ خطرناک بات ہے دیکھو۔ اب بھی ہندوستان میں ایسے ایسے عالم ہیں جو ہمارے علماء سے زیادہ پڑھے ہوئے ہیں۔ مصری اور شامی علماء ایسی ایسی کتابیں لکھتے ہیں کہ ان کو پڑھ کر وجد آجاتا ہے۔ مگر یہ کیفیت ایسی ہے۔ جیسے گویئے کے گانے پر کوئی ناچنے لگے۔ ان کے پاس رُوحانی علوم نہیں۔ بلکہ ان کے پاس صرف زبان کی جادوگریاں اور طراریاں ہیں۔ مگر رُوحانی علوم کا مقابلہ ان سے نہیں ہوتا۔ ہم رشید رضا سے ملنے کے لئے گئے۔ مگر وہ ٹلا گیا۔ مکہ مکرمہ میں میں نے علماء سے باتیں کیں۔ وہ رُوحانی علوم میں سے کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ حالانکہ ظاہری علوم وہ ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ یہ غیر احمدی مولوی لوگ اپنے اس علم کے مزے ہی لیتے رہتے ہیں۔ مگر پادری لاکھوں مسلمانوں کو عیسائی اور آریہ بنا لیتے ہیں۔ کوئی اصطلاح بولکر خوش ہونا علم نہیں۔ کیونکہ یہ علم نہیں۔ اگر کوئی پٹھان پشتو بولے یا گوگی اور زبان والا اپنی زبان بولے۔ جس کو عالم نہ جانتے ہوں۔ تو یہ کوئی بات نہیں۔ اصل غرض صداقت منوانا ہے۔ اگر تم ایک زبان کی اصطلاحیں جانتے ہو تو دوسرا دوسری زبان کی جانتا ہے۔ تم ایک عربی زبان کا لفظ بولکر ایک بڑھئی پر ہنسی نہیں کر سکتے۔ کہ وہ سمجھ نہ سکا۔ کیونکہ اگر کوئی لکڑی جوڑنے کا کام ہو گا تو وہ تم پر ہنس دیگا۔ یہ نہایت ادنیٰ باتیں ہیں۔ اور ان سے کچھ فائدہ بھی نہیں ہوتا۔ اسلئے ان سے اجتناب کرو ✣

ہمارے طالب علموں کے مدنظر صداقت کو پھیلانا ہو

ہمارے طالب علموں کو ابتدا ہی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ انہوں نے صداقت کو پھیلانا ہے۔ علم کے معنے تو صرف یہ ہیں کہ رستہ آتا ہے۔ لیکن کوئی شخص صرف راستہ جاننے پر خوش نہیں ہو سکتا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ ایک جگہ دعوت ہو۔ ایک شخص جس کو راستہ معلوم نہیں۔ وہ پوچھ کر مقام دعوت پر چلا جائے اور دوسرا جس کو راستہ معلوم ہو۔ وہ لوگوں کو کہتا پھرے کہ میں راستہ جانتا ہوں۔ اور اسی پر خوش ہو۔ اور ادھر دعوت ختم ہو چکے۔ یہی حال اس عالم کا ہے۔ جو علم پر خوش ہوتا پھرتا ہے۔ علم ضروری ہے۔ مگر اس کی مثال قشر کی ہے

یا شراب کے پیالہ کی۔ جس کے پاس پیالہ نہ ہو۔ وہ چلّو سے بھی پی لیگا۔ مگر جو علم سے کام نہیں لیتا۔ وہ گو پیالہ پر خوش ہے۔ مگر محروم رہے گا۔ غرض صداقت کو پھیلانا اپنا اصل مُدعا قرار دو۔ عربی زبان کا سیکھنا ضروری ہے۔ کہ اس میں خدا کی کتاب قرآن کریم ہے۔ مگر یہی مقصد نہیں کہ عربی زبان آجائے۔ بلکہ اصل مقصد خدا کو پانا اور اس کو دیکھنا ہے۔ اور جو شخص خدا کو دیکھتا ہے۔ وہ دوسروں پر ہنستا نہیں۔ وہ تو اور خوف زدہ ہوتا ہے اور اپنے پر روتا ہے۔ عالم موقع کی ہی تلاش میں رہتا ہے۔ کہ وہاں موقع مناسب نہ تھا۔ لوگ نہ تھے۔ اور اپنی عزت کے ہی سوال میں رہتا ہے۔ مگر بے علم کے سامنے خدا کی عزت کا سوال ہوتا ہے۔ اسلئے وہ ہر مجلس میں جاتا ہے۔ اور صداقت کو پیش کر دیتا ہے ؛

یہ ایک نصیحت ہے۔ اس کو مدنظر رکھو۔ تا یہ مشکل دُور ہو جائے۔ علوم دینی پڑھو۔ مگر ان پر فخر اور غرور سے کام نہ لو۔ جو لوگ اس بات کو سمجھ لینگے انکو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ان کا کام سلسلہ کو پھیلانا ہے۔ اور پھر ہمارے راستہ سے یہ دقت دور ہو جائیگی ؛

(۱۹ فروری ۱۹۲۲ء۔ بعد نماز عصر)

سیاسی شورش کا اثر اخلاق پر

سیاسی شورش کے ذکر میں فرمایا۔ اس تحریک نے اخلاق بگاڑ دیے ہیں۔ دیسی قوم اگر حاکم بھی ہو جائے۔ تو ذلت کا موجب ہے۔ بعض کام اس قسم کے ہوتے ہیں کہ بعد میں ان کے کرنیوالوں کو شرمندگی ہوتی ہے۔ نپولین نے آخر وقت میں خود بخود اپنے آپ کو انگریزوں کے سپرد کیا تھا اور کہا تھا۔ میری قوم نے میری قدر نہیں کی۔ میں اپنے آپ کو انگریزوں کے سپرد کرتا ہوں۔ مگر اس سے جو سلوک کیا گیا۔ خود انگریز مصنف اس کو بیان کرتے ہوئے شرمندہ ہوتے ہیں ؛

آیندہ کی باتیں

ایک ذکر میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو مومن کے متعلق یہ پسند نہیں۔ کہ وہ اگلے زمانہ کی باتیں بتائے۔ کفار اگر کہدیں تو ان سے اور سلوک ہوتا ہے مگر مومن کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا ؛

احادیث

احادیث کے متعلق فرمایا کہ اکثر احادیث آنحضرتؐ کے الفاظ نہیں۔ بلکہ مفہوم ہے آپ کے کلام کا ؛

جلسہ غیر احمدیاں

(نمبر ۲)

میرے دوست منشی مولا بخش صاحب ایڈیٹر اخبار [illegible] امرتسر نے اپنے اخبار مطبوعہ ۳ اپریل میں جلسہ کی رپورٹ لکھی ہے۔ چونکہ منشی صاحب بحیثیت رپورٹر جلسہ میں موجود تھے اسلئے ان کی تحریر قابل توجہ ہے ؛

یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ منشی صاحب نے دوران جلسہ میں اپنی پوزیشن کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ یعنی جلسہ میں اپنی زبان پبلک کو خطاب کرنے سے بند رکھی گو اس کی وجہ میرے بعض احباب کچھ اور ہی بتاتے ہیں۔ مگر یہ طرز عمل قابل تعریف سمجھتا ہوں۔ منشی صاحب کے ساتھ ہی ایک اور ریٹائرڈ صاحب بیٹھے نوٹ لے رہے تھے۔ وہ بار بار اُٹھ کر نہایت ناواجب باتیں کہتے تھے۔ ان کی اسی حرکت سے اس رپورٹ کی وقعت ظاہر ہے۔ جو وہ لکھیں گے۔ اور ناواقف لوگوں کو دھوکہ میں ڈالینگے ؛

(۱) منشی صاحب لکھتے ہیں:۔ "مرزائی صاحبان... مسلمانوں کے جلسے میں آتے۔ وقتاً فوقتاً سوالات کرتے اور جواب لیتے رہے۔ جب مضامین سُنتے تو غم و غصہ سے لال پیلے ہو جاتے۔ مگر جب انکو حوالے دیئے جاتے...... تو سرد ہو جاتے" ؛

مَیں صرف تین واقعات پیش کرتا ہوں منشی صاحب میں اگر حوصلہ ہے۔ تو ان کی تردید فرمائیں اور ثابت کریں کہ آپ کے مقرر صاحبان حوالے صحیح دیتے تھے۔ اوّل یہ کہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے اپنی تقریر میں کہا۔ مرزا صاحب کی غرض مال جمع کرنا تھی۔ چنانچہ اسی لئے ہر بیعت کرنیوالے کے لئے شرط رکھی کہ اپنے مال کا دسواں حصہ دے۔ تب بیعت منظور ورنہ نامنظور۔ جب ثبوت پوچھا گیا تو بزارد۔ جب ہر طرف سے ناطقہ بند ہوا تو کہدیا کہ میں نے سُنکر ایسا کہا۔ لیکن جب حدیث کفی بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع پڑھی گئی تو خاموش رہ گئے ؛

مولوی صاحب کی یہ حرکت دو حال سے خالی نہیں۔ اگر تو جان بوجھ کر لوگوں کو مغالطہ دینا چاہا۔ تو بھی قابل افسوس۔ اور اگر ناواقفیت سے کہا تو بھی قابل ملامت۔ یہ کہاں کا تقویٰ ہے کہ ایک مامور من اللہ ہونے کے مدعی کے خلاف تقریر کرنا۔ اور واقفیت اتنی بھی نہیں کہ شرائط بیعت کیا ہیں۔ منشی صاحب اس دن کو یاد کیجئے۔ جب لوگ خداوند عالم کے حضور حاضر ہونگے۔ اُسوقت مرتضیٰ حسن کیا جواب دینگے۔ اگر مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے نکل آئے ؛

پھر بار بار ہائی سکول کی عمارتوں کی طرف اشارہ کرکے کہنا کہ یہ اپنی عمارتیں مرزا صاحب نے لوگوں کے اموال سے بنالیں کس قدر سیاہ جھوٹ ہے۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ وہ سب عمارتیں حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات کے بعد بنی ہیں۔ اور انہیں سے کئی مکانات تو لوگوں کی ذاتی ملکیت ہیں۔ اور ہائی سکول وغیرہ کی عمارتیں۔ صدر انجمن احمدیہ کی ہیں۔ جو رجسٹرڈ ہے۔ اور تمام چندہ اسی انجمن اور بیت المال میں آتا ہے۔ کوئی شخص واحد اسے خرچ کرنے کا مجاز نہیں۔ جو احمدی اشاعت اسلام کیلئے اپنی مرضی سے اپنی جائداد کا دسواں حصہ وصیت کرتے ہیں۔ ان کا روپیہ بھی ایک انجمن کے سپرد ہے۔ اور اس کا حساب کتاب باقاعدہ موجود ہے ؛

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے کہا۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں۔ میں ہر بد سے بدتر ہوں۔ اور پھر تشریح شروع کردی کہ مرزا صاحب ڈاکو۔ مرزا صاحب چور۔ مرزا صاحب جعلساز۔ رپورٹر نے لکھنے کو تو لکھ دیا کہ مرزائی صاحبان غم و غصہ سے لال پیلے ہوتے مگر مرزائی صاحبان کا حوصلہ دیکھئے۔ کہ انہوں نے یہ سب کچھ سُنا۔ اور بولے تک نہیں۔ آخر جب آپ کے مولانا مرتضیٰ حسن نے کہا کہ حوالے کیوں نہیں پوچھتے۔ کیا سیندور کھا گئے۔ تو حوالہ طلب کیا گیا۔ اب آپ ہی بتائیے کہ بیعت کیلئے دسواں حصہ ٹیکس لگائے جانے کے حوالہ کی طرح اس فقرہ کا جو جملہ خبریہ کی صورت میں بار بار دُہرایا گیا کونسا حوالہ دیا گیا۔ اگر کوئی حوالہ ہے تو اب ہی پیش کردیں ؛

تیسرا واقعہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا ہے جو بار بار کہتے رہے کہ میں حوالہ ساتھ دیتا ہوں لیکن جب حوالہ کسوف خسوف کا پڑھنے لگے تو ایسے مقام پر عبارت کا پڑھنا چھوڑ دیا کہ جہاں تھوڑا سا اور پڑھنے سے اعتراض خود بخود حل ہو جاتا تھا۔ ایک صاحب نے کہا بھی کہ حوالہ مکمل پڑھیئے۔ مگر مولویصاحب نے نہ مانا ؛

ان واقعات کی موجودگی میں آپ کس طرح دعوے کرسکتے ہیں کہ مرزائی صاحبان کو [illegible] حوالے دیئے جاتے تھے اور "ہمارے مقرر صاحبان" اپنی طرف سے ایک لفظ نہیں کہتے تھے ؛

۲۔ آپ نے لکھا ہے کہ "مرزائی جماعت کی طرف سے اس دفعہ مباہلہ کی تحریک کی گئی" جس پر مسلمانوں کی طرف سے ۲۲ آدمی پیش ہوئے سوال تو یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا خطاب جن علماء سے تھا انمیں سے کتنے "بزرگ" پیش ہوئے۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب پیش ہوئے۔ کیا علماء دیوبند میں سے کوئی پیش ہوا۔ کیا آپ کے صدر جلسہ مولوی نور احمد صاحب یا آپ کے مقرر خوش بیان مولوی مرتضیٰ حسن صاحب پیش ہوئے۔ آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ خاموش رہے۔ اگر یہ امر خلاف شریعت تھا۔ تو جو آدمی پیش ہوئے ان کو کیوں خلاف شریعت فعل کرنے دیا۔ یا کیا مولوی صاحبان سے ان پیش ہونے والوں کا ایمان بڑھ چڑھ کر تھا۔ یا وہ اپنے اپنے گھروں میں فالتو تھے۔ جو انہیں قربانی کا بکرا بنا دیا گیا۔ ان کی حیثیت آپنے بڑی اونچی بتائی ہے مگر کیا وجہ ہے پتے شائع نہیں کئے جاتے۔ تاکہ سب لوگوں کو معلوم ہو جائے۔

۳۔ آپ نے میر قاسم علی صاحب کے ۵۰۰ روپے انعام کا ذکر کیا ہے۔ اور اسمیں لکھ دیا ہے کہ "روپیہ جاتا ہوا دیکھکر نہ معلوم ڈپٹی صاحب کی خدمت میں کیا عرض کر دیا" مجھے بہت افسوس ہے کہ آپ نے ڈپٹی صاحب کی پوزیشن مجروح کرنے کی کوشش کی۔ ڈپٹی صاحب کو کچھ نہیں کہا گیا۔ وہ خود ہی اس معاملہ میں آنا نہیں چاہتے تھے۔ باقی رہا قسم کھانے پر آمادگی۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم تو مولوی ثناء اللہ صاحب کے فقرے ہی سے سمجھ گئے تھے۔ کہ وہ قسم مؤکد بہ عذاب نہیں کھائینگے جیسا کہ پچھلے سال بھی نہیں کھائی تھی۔ اور دوران سال میں ایک ہزار روپیہ تک انعام ملنے پر بھی قسم کھانے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ منشی صاحب! آپ کبھی تنہائی میں اس سوال پر غور کریں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اگر اپنے حق پر اور حضرت مرزا صاحب کے باطل پر ہونے کا یقین ہے تو حلف مؤکد بعذاب ہمارے مقرر کردہ الفاظ میں کیوں نہیں کھا لیتے۔ اسمیں ان کا کیا بگڑتا ہے۔ اگر روپیہ اس شرط پر دیا جاتا ہو کہ عذاب آنے یا نہ آنے پر دیا جائے گا تو کچھ محل تامل ہو سکتا ہے۔ لیکن جب مجرد قسم کھا لینے پر روپیہ ملتا ہے۔ تو اس بات کی کاوش کیوں ہے۔ کہ پہلے عذاب مقرر کر لو۔ بھائی عذاب جب مقرر کریں کہ عذاب اپنے ہاتھ میں ہو عذاب تو عند اللہ کاذب کو ہوتا ہے۔ اور خدا نے دینا ہے۔ یہ کہنا کہ بعد میں باتیں نہ بنائیں اور نکاح وغیرہ ہو جانے پر فتح کے شادیانے نہ بجائیں فضول ہے کیونکہ ہزار روپیہ جب لے لیا تو پھر بعد میں جو کچھ بھی ہو آخر ان کے منہ میں بھی زبان ہے۔ ایک طرف سے اگر اعتراض ناواجب ہو۔ تو دوسرا فریق جواب دے سکتا ہے۔

۴۔ آپ نے لکھا ہے کہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے دعا کی اور مرزائیوں نے آمین نہ کہی۔

یہ شکوہ خدا جانے آپ نے کیوں کیا۔ جب آپ ہمیں کافر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس مضمون میں بھی آپ نے جگہ بہ جگہ ہمیں مرزائی اور اپنے آپ کو مسلمان لکھا ہے پس ہمارا کفر بھی عجیب ہے۔ کہ بدون ہماری شمولیت کے آپ کی دعا قبول نہ ہو سکتی تھی۔ سوم مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی دعا تو محض ایک حملہ تھا۔ اور ہمیں اشتعال دینے کا ایک حیلہ کہ بھائی یہ گمراہ ہیں ان کے لئے دعا کرو۔ اگر ہماری خیر خواہی کا جوش تھا۔ تو آپ مولوی صاحب کا حلفیہ بیان شائع کرا دیں کہ کبھی ایک دفعہ بھی تنہائی میں خلوص دل کے ساتھ انہوں نے ہمارے لئے دعا کی ہے۔

۵۔ آپ نے لکھا ہے "کہ ہزار ہا لوگوں کے خیالات جو متزلزل تھے اسلام پر مستحکم ہو گئے"

خوب۔ منشی صاحب! یہ انتر یامی آپ کب سے ہو گئے سینکڑوں نہیں ہزار۔ اور ہزار بھی نہیں ہزار ہا (جلسہ میں گو دو ہزار بھی بمشکل ہوں) لوگوں کے خیالات متزلزل مستحکم ہو گئے۔

کیا آپ کو کشف میں یہ انکشاف ہوا یا ان لوگوں نے آپسے بیان کیا۔ منشی صاحب کیا آپ ایک سو نام بھی ایسے اشخاص کا چھاپ سکتے ہیں۔ جو یہ حلفیہ اقرار کریں کہ پہلے ہمارے خیالات متزلزل تھے۔ احمدیت کی طرف مائل تھے۔ مرتد ہونے کو تیار اب جلسہ میں علماء کی تقریروں سے متاثر ہو کر ہم اسلام پر مستحکم ہو گئے۔ منشی صاحب! میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں آپ ایک سو آدمی بھی ایسا نہیں پیش کر سکتے۔

ہاں یہ تو فرمائیے کہ پچھلے سال تو آپ نے چالیس آدمی احمدیت کی بیعت توڑنے والے پیش کئے تھے۔ اس سال کیوں نہیں کئے۔ کیا علماء کرام کی تقریریں ناکام رہیں۔ یا کوئی اور حکمت ہے۔

۶۔ آپ نے بیان کیا ہے کہ مولوی عبدالرحیم شاہ کو مسجد اقصیٰ میں باوجود کتابوں کی ورق گردانی کے حوالہ نہ دے سکے۔

منشی صاحب! آپ نے اپنے ناظرین کو یہ نہ بتایا کہ ہمارے علماء تو جلسہ میں مرزائیوں کو گالیاں دیتے اور ان سے بدسلوکی کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔ لیکن مسجد اقصیٰ میں احمدیوں کی فراخدلی کا یہ حال تھا۔ کہ انہوں نے ایک معمولی بے علم سے واعظ عبدالرحیم نام کو اس کے ہمراہیوں سمیت کرسیاں دیں انہیں موقعہ دیا کہ وہ دل کھول کر مباحثہ کریں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کے متعلق حوالہ نہ دینے کا قصہ یوں ہے کہ احمدیوں کا مقرر تقریر کر رہا تھا جس پر مولوی عبدالرحیم واعظ اہلحدیث نے اپنے وقت میں جرح کرنی تھی احمدی مناظر کی تقریر کو روک کر عبدالرحیم نے حوالہ طلب کیا جواب دیا گیا کہ اپنے وقت میں حوالہ طلب کرنا۔ اسوقت حوالہ دیا جائیگا۔ اور یہ بالکل صحیح جواب تھا۔ مگر آپ کے واعظ صاحب ناحق اس بات پر اڑ گئے کہ ابھی حوالہ چاہئیے۔ حوالہ اس وقت موجود اور بخدا معلوم تھا۔ مگر پریزیڈنٹ صاحب بہت با اصول آدمی تھے۔ انہوں نے کہا چونکہ یہ خلاف قاعدہ ہے۔ اس لئے اس وقت نہیں دکھایا جائیگا خواہ کچھ بھی ہو۔ یہ حوالہ بہت مشہور ہے۔ اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

۷۔ آپ نے یہ تو لکھ دیا کہ جلسہ امن سے ختم ہوا۔ مگر یہ نہ بتایا کہ کس کی طفیل۔ احمدیوں کی امن پسندی اور تہذیب کے صدقہ میں ورنہ آپ کے علماء کرام نے تو فساد ڈلوانے اور اشتعال دلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ کیا آپ اس بات کا انکار کر سکتے ہیں۔ کہ رضا کاروں کی دو پلٹنوں کا جلوس نکلا اور انہوں نے خواہ مخواہ چھیڑ خانی کے طور پر حضرت اقدسؑ کی شان میں سخت سست کہا۔ کیا یہ طریق امن پسندی تھا؟

پھر کیا آپ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ڈپٹی مجسٹریٹ کو خطاب کر کے کہا۔ کہ

تمام علاقہ احمدیوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہو گا۔ اور

ننکانہ والا خونریز منظر دیکھنا پڑیگا۔

کیا اس سے اس نیت اور ارادے اور آرزو پر روشنی نہیں پڑتی جو "علماء کرام" کے دل میں پنہاں تھی۔ اور جسے مولوی ثناء اللہ صاحب سر رشتہ دار نے بلند آہنگی سے سنا دیا اور سنایا بھی پولیس مجسٹریٹ کو خطاب کر کے۔

۸۔ آپ نے دوستانہ شکوہ کیا ہے۔ کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مل نہ سکا۔ اور قاضی اکمل سے بھی ملاقات نہ ہوئی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ جلسہ ختم ہوتے ہی میں نے آپ کو رقعہ لکھا۔ کہ آپ آنا چاہتے ہیں تو تشریف لائیں اور اپنے آدمی کے ہاتھ بھیجا۔ لیکن افسوس آپ تشریف لے جا چکے تھے۔ خیر یار زندہ صحبت باقی۔

۹۔ کیا میں امید کروں۔ کہ آپ اپنی شائع کردہ رپورٹ کے ان امور کی اصلاح کر دیں گے۔ جن کا غلط ہونا میں نے ثابت کیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل صحیح حالات پیش کئے ہیں۔ اکمل

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

ماہ جون سے ایک محدود تعداد اشتہارات کی ریلوے ٹائم ٹیبل میں درج کرنے کے لئے مندرجہ ذیل شرح پر لی جائیگی۔

پورا صفحہ	تمام سال کے لئے	۶۰ روپے
نصف صفحہ	تمام سال کے لئے	۳۵ روپے
چوتھائی صفحہ	تمام سال کے لئے	۲۰ روپے

سال سے کم میعاد کے لئے اجرت میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی۔

چوتھائی صفحہ سے اشتہار کم بھی ہو تو بھی ۲۰ روپے سے کم اجرت نہ ہوگی۔ ریلوے ٹائم ٹیبل کی کاپیاں ہر سہ ماہی کے بعد اندازاً بارہ ہزار سے چودہ ہزار تک شائع ہوتی ہیں۔ لیکن اس کی گارنٹی نہیں دیجا سکتی۔ اور اس سے کم تعداد شائع ہونے کی صورت میں کوئی رقم اجرت واپس نہیں دی جائیگی۔

ٹائم ٹیبل کا سائز اب کم کیا جا رہا ہے۔ اندازاً ۹½×۶ ہوگا۔

اجرت پیشگی لی جائے گی۔ اور در اجرت ٹریفک منیجر نارتھ ویسٹرن لاہور کے نام آنی چاہیے۔

یکم اپریل ۱۹۲۲ء

اے ٹی مسٹو ولی ٹریفک منیجر
لاہور

ہندوستان کی خبریں

سردار کھڑک سنگھ کی سزایابی سردار کھڑک سنگھ صاحب پریزیڈنٹ پراونشل کانگرس کمیٹی و پربندھک شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی۔ ۴ اپریل کو صبح آٹھ بجے زیر دفعہ ۱۰۰ دوبارہ گرفتار کر لئے گئے۔ اور ایک سال قید کی سزا دیگئی

سکرٹری جمعیت العلماء ہند کی گرفتاری دہلی ۵ اپریل۔ آج ۵ اپریل کو مولوی محمد عبد الحلیم صدیقی سکرٹری جمعیت العلماء ہند گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

ماسٹر موتا سنگھ کی گرفتاری کیلئے انعام حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص ماسٹر موتا سنگھ کا پتا بتا کر گرفتار کرا دے گا۔ اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اعلان کیساتھ ماسٹر موتا سنگھ کی تصویر بھی شائع کی گئی ہے۔

اخبار ینگ انڈیا کا مسلمان ایڈیٹر مسٹر گاندھی کے انگریزی اخبار ینگ انڈیا کے ایڈیٹر مسٹر شعیب قریشی مقرر ہوئے ہیں۔ آپ محمڈن کالج علی گڈھ کے ایم۔ اے ہیں۔ اور ڈاکٹر انصاری کے طبی وفد کے ساتھ ترکی بیماروں کی خاطر قسطنطنیہ گئے تھے۔ اور اخبار نیو ایرا کے ایڈیٹر تھے۔

عراق کا محصول ڈاک ڈاکخانہ کا اعلان ہے۔ کہ آئیندہ عراق کو جانے والے خطوط پر بجائے دو آنے کے فی اونس ۳ آنہ محصول ڈاک ہوگا۔

دو رجمنٹیں توڑ دی گئیں شملہ ۴ اپریل ۱۲۵/۲ پنجرز رائفلز اور ۱۳۵/۳ بلیلوچ رجمنٹیں جو دوران جنگ میں بھرتی کی گئیں تھیں۔ ان کے توڑ دئے جانے کے حکم نافذ ہوئے ہیں۔

۱۸ اپریل کو ہڑتال بمبئی ۵ اپریل جنرل سکرٹری کانگرس کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ ۱۸ اپریل کو تمام ہندوستان میں ہڑتال کی جائے۔ آپ نے حکیم اجمل خانصاحب کے نام تار بھیجا ہے کہ ۲۰ تاریخ کو بمقام کلکتہ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہو۔

پٹنہ میونسپلٹی کا ایک چارٹر پٹنہ ۲۹ مارچ بہار مجلس وضع قوانین میں مسٹر گنیش دت سنگھ کی پیش کردہ تجویز کے مطابق حکومت نے پست اقوام کا نمائندگی کے لئے ایک چارٹر کو

رکن نامزد کیا ہے۔

حادثہ پنجاب میل کی کیفیت کلکتہ ۴ اپریل ایسٹ انڈین ریلوے لائن پر پنجاب میل کو رات کے ایک بجے سے کچھ وقفہ قبل جھاجہا کے اس طرف آٹھ میل کے فاصلہ پر ریلوے لائن کے موڑ پر حادثہ پیش آیا۔ جہاں سے دریائے جینتی گذرتا ہے۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق حادثہ کا باعث کسی بدباطن کی شرارت ہے۔ کیونکہ لائن کے آر پار ایک ریل لگا دی گئی تھی۔ اس گاڑی میں تقریباً اول درجہ کے ۳۰۔ دوسرے درجہ کے چالیس اور درمیانہ درجہ کے سو مسافر تھے۔ ہلاک شدگان میں یورپین ڈرائیور اور دو ہندوستانی فائرمین شامل ہیں۔ زخمیوں میں مسٹر سی کننگھم آئی سی ایس۔ ایک خاتون اور ایک یورپین لڑکا بھی شامل ہے۔ مسٹر کننگھم انبالہ جا رہے تھے۔ ان کی پسلی ٹوٹ گئی ہے۔

حادثہ چوراچوری میں عورتوں کا حصہ لکھنؤ گورکھپور نے حادثہ چوراچوری کی نسبت جو چالان شائع کیا ہے۔ اس کا ایک حصہ حسب ذیل ہے۔

"جو بدنصیب پولیس والا جلتی ہوئی عمارت سے نکل کر بھاگا تو بلوائی اسپرٹ پڑے اور مار مار کر مار ڈالا اور دو کانسٹیبل بمشکل جان بچا کر دوڑ بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک کانسٹیبل قریب کے موضع سے ہوکر بھاگا۔ مگر وہاں کی عورتوں نے پکڑ کر بلوائیوں کو بتا دیا جنہوں نے اسے پکڑ کر مار ڈالا"۔

مقدمہ فسادات سنٹرل جیل لاہور لاہور یکم اپریل۔ چار سرکاری گواہوں میں سے آخری گواہ کی شہادت اور اسپر جرح کل مسٹر ہیرس کی عدالت میں ختم ہوگئی پھر گواہان استغاثہ کے بیانات شروع ہوئے۔

گورنمنٹ ایڈوکیٹ کے ہاں ڈاکہ پٹنہ یکم اپریل مسٹر سلطان احمد گورنمنٹ ایڈوکیٹ پٹنہ ہائی کورٹ کے ہاں ایک زبردست ڈاکہ پڑا۔ مجرم خوفناک ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ اور وہ مشعلیں روشن کئے ہوئے تھے۔ ڈاکو ڈھائی ہزار روپیہ خوابگاہ سے لے گئے۔ کوئی شخص زخمی نہیں ہوا۔

غیر ممالک کی خبریں

وزیر اعظم کے خلاف الزامات

لندن ۔ ۳ اپریل ۔ آج وزیر اعظم سے کہا گیا ۔ کہ وہ اس الزام کی توضیح و تشریح کریں ۔ جسے متعدد اخبارات مارچ ۱۹۱۹ء کے واقعہ کے متعلق اہمیت دے رہے ہیں ۔ جبکہ وزیر اعظم ایک تار کے جواب میں جس پر دیوان عام کے ۳۷۰ ممبروں کے دستخط تھے ۔ بہت جلد پیرس سے لندن کو روانہ ہو گئے تھے ۔ اور جس میں لکھا تھا ۔ کہ وزیر اعظم جرمنی کے تاوان سے متعلق اپنے مواعید پورے کرنے میں لیت و لعل کر رہے ہیں ۔

مسٹر لائڈ جارج نے اس رپورٹ کی صداقت سے انکار کیا ۔ مگر "ویسٹ منسٹر گزٹ" کا وقائع نگار پیرس بیان کرتا ہے ۔ کہ وزیر اعظم نے خود اسے یہ رپورٹ دی تھی ۔

انگلینڈ میں شدت کی برفباری

لندن یکم اپریل ۔ تمام انگلینڈ میں شدت کی برفباری ہوئی ہے ۔ خاصکر مغربی علاقے اور ویلز میں بعض جگہ ۶ انچ اور بعض جگہ دو فٹ برف گری ہوئی ہے ۔ بھیڑیں اور ان کے بچے برف کے نیچے دب گئے ۔

اتحادی تجاویز پر ترکی اعتراض

قسطنطنیہ ۳ اپریل ۔ تھریس کے ترک باشندوں کی نیابتی کمیٹی نے اتحادی ہائی کمشنروں کے ایک یادداشت حوالہ کی ہے ۔ جس میں اتحادیوں کے فیصلہ کے خلاف اعتراض کیا ہے ۔ کہ یونان کو ایڈریانوپل نہ دیا جائے ۔ اور ترکوں کو انکی رعایا نہ بنایا جائے ۔

یوکرین میں ہیضہ

لندن ۔ ۲۹ مارچ ۔ یوکرین کی ریاست میں ہیضہ کی وبا پھیل گئی ہے ۔ جس سے خطرہ لاحق ہو گیا ہے ۔ کہ یہ باقی یورپ میں بھی پھیل جائیگی اس لئے جمعیۃ الاقوام اس کے روکنے کی سعی کر رہی ہے ۔ مگر ڈاکٹروں اور نرسوں کی کمی کے باعث مشکلات کا سامنا ہے ۔ گذشتہ سال کے دوران میں ۵ لاکھ آدمی روس سے ترک وطن کر چکے ہیں ۔ دو ہزار کے قافلہ میں سے ۱۳ سو راستہ ہی میں مر گئے ۔

پرنس آف ویلز کی سیاحت ہند کی فلم

لنڈن ۔ ۱۳ مارچ ۔ شہزادہ ویلز کی سیاحت ہند کی متعلق سرکاری فلموں کا پہلا سلسلہ کل لنڈن میں دکھایا گیا ۔ فلم گوالیار سے روانگی سے شروع ہوتی ہے ۔ اور بیس ہزار فٹ لمبی ہے ۔ جس کے اکثر حصص بوجہ طوالت گھٹا کر پبلک کو دکھانے کے لئے دس ہزار فٹ کر دی جائیگی ۔

فیوم کی بدامنی دور کرنے کی درخواست

بلغراد ۔ ۱۳ مارچ ۔ یوگوسلاوی حکومت نے فرانس اور برطانیہ سے درخواست کی ہے کہ فیوم میں امن و امان قائم کرنے اور معاہدہ راپالو کو نافذ کرنے میں مدد دیں ۔

فلسطین کیلئے جنڈرامہ

لندن ۔ یکم اپریل اگلے ہفتے ۷۰ افسروں اور سپاہیوں کا ایک جنڈرامہ فلسطین کو روانہ ہوگا ۔ اس جمعیت کے ساتھ موٹر گاڑیاں بھی ہیں ۔

بھیڑیوں سے دہقانوں کی جنگ

لندن ۔ یکم اپریل ۔ ڈانٹا سے ہو کے بھیڑیوں کے ساتھ جنگ ہونے کی خبر آئی ہے ۔ بھیڑیوں نے موضع بالڈرفرم میں جا کر پانچ بچوں کو ہلاک کیا ۔ کسانوں نے بھالوں سے انہیں بھگانے کی کوشش کی ۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی ۔ صرف ایک بھیڑیا مر سکا ۔ چھ کسان ہلاک اور ۲۰ زخمی ہوئے ۔

جاپان نام کے جہاز میں آتشزدگی

ہانگ کانگ یکم اپریل ۔ برطانی ہند کے جاپان نامی ایک جہاز کو کوئلوں والی رفت میں آگ لگ گئی ۔ مال پانی کی وجہ سے خراب ہو گیا ۔

معزول شہنشاہ آسٹریا کے آخری لمحے

لندن ۔ ۲ اپریل ۔ جب شہنشاہ کارل کی حالت مخدوش ہوئی ۔ تو ان کی محبوبہ بیوی سابق شہنشاہ بیگم زیٹا نے ڈاکٹر سے یہ خواہش کی کہ وہ ان کے بدن کی رگ کاٹ کر اس کا خون شہنشاہ کی رگوں میں دوڑا دیں ۔ لیکن ڈاکٹر نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا ۔ عالم سکرات میں شہنشاہ کے لڑکے اور شہنشاہ بیگم ان کے بستر کے پاس بیٹھے رہے ۔ ان کو نہایت سخت قسم کا نمونیہ ہوا تھا

مراکش میں دھماکا

پیرس ۔ ۵ اپریل ۔ مراکش کا ایک برقی پیام مظہر ہے کہ ایک زبردست دھماکے نے کنیترا کے توپخانے کو تباہ کر دیا ہے ۔ شعلے قریب کی بارکوں تک پھیل رہے ہیں ۔

موسیولینن کے حلق میں پھوڑا

معلوم ہوا ہے کہ موسیولینن کے حلق میں پھوڑا ہے اور اسی وجہ سے وہ بیمار ہیں ۔

پٹروگراڈ میں آتشزدگیاں

لندن ۔ ۳ اپریل ۔ ایکسچینج کا بیان ہے کہ پٹروگراڈ میں آتشزدگیوں کا ایک سلسلہ جاری ہے ۔ ریلوے اسٹیشن بنک کی عمارتیں اور بندرگاہی عمارات نذر آتش ہو رہی ہیں ۔ ایک بالشویک اخبار کا بیان ہے کہ ان آتشزدگیوں میں سوشلسٹ رجعت پسندوں کا ہاتھ کام کر رہا ہے ۔

روس اور جنیوا کانفرنس

برلن ۴ اپریل ۔ جنیوا کانفرنس میں روسی نمائندے حسب ذیل مطالبات پیش کریں گے ۔

(۱) ہر جگہ جہازوں کی آمد و رفت کی آزادی ۔
(۲) سوویٹ کے جھنڈے کا تسلیم کیا جانا ۔
(۳) تمام بندرگاہوں میں روسی جہازوں کا آزادی سے داخل ہونا
(۴) قبل از جنگ جس قدر روسی تجارتی سٹیمر تھے ان کا بحال کیا جانا جو روس کے قبل از جنگ بیڑے کی ساٹھ فیصدی کے برابر ہے ۔
(۵) جو روسی سٹیمر بدیشی سلطنتوں کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے تلف ہوئے ۔ ان کا معاوضہ سٹیمروں کی صورت میں ۔
(۶) بحیرہ دانیال کی منتظم کمیٹی میں روس کو بھی شامل کیا جائے

آئرلینڈ میں امن کی امیدیں

لنڈن ۔ ۴ اپریل آئرلینڈ میں امن قائم ہونے کی نسبت اب زیادہ امید کی جاتی ہے ۔ سر جیمز کریگ وزیر اعظم السٹر نے بیان کیا کہ بلفاسٹ کے چند رومن کیتھلکوں نے بحالی امن میں حکام کو مدد دینے کا وعدہ کیا ہے ۔

پیرس کی ایک گاڑی پر پراسرار حملہ

پیرس ۳ اپریل آج پیرس اور لاروچ کے درمیان چوروں نے ڈاک گاڑی میں سے ڈاک کے تین تھیلے اڑا لئے جو انگلستان سے اٹلی کو بھیجے جا رہے تھے ۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر دفتر الفضل قادیان سے شائع ہوا)